قسط ۴

مولانا سید محمد انظر شاہ صاحب کشمیری

عظیم اسلامی مملکت کی بربادی کی ذمہ دار

شراب

اسلام کی نظر میں

اے! صدر محترم ایک نظر اس پر بھی۔ (ایڈیٹر)

بلجیم ایسے چھوٹے ملک میں جسکی آمدنی کے ذرائع ووسائل بھی یقیناً محدود ہی ہوں گے دولت کی ایک اتنی بڑی مقدار اس پانی کے حاصل کرنے کے لئے صرف کر دی جاتی ہے جو اپنے مزاج اور اثرات کے اعتبار سے آتش سیال ہے۔ اور یہ اعداد و شمار تو ایک ایسی کتاب سے نقل کئے جارہے ہیں۔ جو تقریباً آج سے دس سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ ۱۹۵۶ء کے ان اعداد و شمار پر غور کیجئے جو تہذیب کے ایک بڑے مرکز لندن سے شائع ہوئے ہیں کہ :

"بیئر انگریز کا قومی مشروب ہے، اور وہ اسے شراب نہیں بلکہ پانی سمجھ کر پیتا ہے۔ بیئر کے علاوہ وسکی، برانڈی، جن، رم، وائن اور شمپین کی بھی خوب کھپت ہے۔ پچھلے سال انگریزوں نے اسی لاکھ وسکی کی بوتلیں چڑھائیں جن کی انہیں مبلغ ایک ارب ۳۶ کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ قیمت ادا کرنا پڑی۔ اسی سال جن کی ۳ کروڑ ۴۰ لاکھ بوتلیں استعمال ہوئیں، جو زیادہ تر عورتوں میں مقبول ہے۔ رم بھی یہاں کی عورتوں کی محبوب شراب ہے، جس کی اس سال ایک کروڑ ۲۰ لاکھ بوتلیں کھل گئیں۔ "نیشنل ڈرنک" بیئر سے عورتیں نفرت کرتی ہیں مگر مرد اسے بخوشی استعمال کرتے ہیں۔ اور آج ۱۷ گیلن سالانہ فی کس اس کا استعمال ہے۔ (انسانیت حیوانیت کی راہ پر صہ ۲۲۲)

یورپ کے مرکزی شہروں کی ان تفصیلات کے بعد ہندو پاکستان کے بھی اعداد و شمار دیکھئے ایک خبر ہے کہ :

"دہلی میں ہر سال شراب نوشی، سینما بینی میں اضافہ ہوتا ہی چلا جارہا ہے۔ ۱۹۵۶ء

میں دہلی کے شہریوں کے لئے تین لاکھ ۵۶ ہزار ۱۴۰ گیلن یعنی ۲۱ لاکھ ۳۶ ہزار ۸۴ بوتلیں شراب کی خرچ ہوئیں اس میں ۱۲۳۵۵ گیلن ٹھرّا اور باقی ولایتی شراب تھی" (ایضاً ص۳۵)

پاکستان کے صرف ایک صوبہ پنجاب کے متعلق اطلاع ہے کہ ؛

"صوبۂ پنجاب میں دس ہزار سے اوپر اشخاص کے پاس شراب کے پرمٹ موجود ہیں"

ان اعداد و شمار پر جو معتبر اور ثقہ ذرائع سے ہم تک پہنچ رہے ہیں۔ سوچئے کہ ملک کی دولت کا ایک بہت بڑا حصّہ کس غلط راہ میں صرف ہو رہا ہے۔ دولت کا یہی گرانقدر حصّہ اگر ملک کی دوسری فلاحی اسکیموں پر خرچ کیا جاتا تو خوشحالی اور ملکی بہبودی و فلاح، خود ملک کے لئے اور وہاں کے باشندوں کے لئے کس قدر مفید ہوتی۔ آبادی کا ایک بہت بڑا حصّہ فاقوں اور بھوک کے پیچ و تاب میں مبتلا ہے۔ اور ان پر افلاس و فلاکت کا دیو اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔ لیکن ایک طبقہ اور بڑا طبقہ عیاشی اور تعیش کے اس تباہ کن مشغلہ میں مبتلا ہے۔

شاید یہاں یہ کہا سکے کہ شراب سے محصول، ٹیکس وغیرہ کی صورت میں آمدنی کا ایک بڑا حصّہ حکومتِ وقت تک پہنچ جاتا ہے، جس سے وہ ملکی خوشحالی کا توازن باقی رکھ سکتی ہے۔ اگرچہ یہ شبہ میرے مقصد سے دور کا تعلق بھی نہیں رکھتا اس لئے کہ کہا تو یہ جا رہا تھا کہ انفرادی طور پر اگر حکومت سے قطع نظر کرکے اجتماعی زندگی اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے ان پر دولت صرف کی جاتی تو بھوکے اور ننگے عوام حکومت سے بے نیاز ہو کر بھی اپنے بھائیوں کی جیب سے اپنی تباہ حالی کا علاج کر سکتے تھے تاہم اگر تھوڑی دیر کے لئے آبکاری کے محکموں سے وصول ہونے والی دولت جو حکومت کو پہنچتی ہے۔ اس کا اعتبار کر لیا جائے تو جاننے والے جانتے ہیں کہ شراب نوشی کے نتیجہ میں جرائم کی تعداد میں جو غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ اسکی روک تھام کے لئے حکومتوں کو اس آمدنی سے زیادہ صرف کرنا پڑتا ہے جو آبکاری کے محکموں سے حاصل ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر رابرٹ پرسن نے لکھا ہے کہ ؛

"شراب سے محصول، ٹیکس وغیرہ کی صورت میں سرکاری آمدنی ایک باطل و پُر فریب تصور ہے بلکہ یہ آمدنی تو عوام کی جیب پر قانونی ڈاکہ زنی کے مترادف ہے۔ امریکہ میں اس سے معقول آمدنی ضرور خزانہ سرکاری میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بیس گنا خرچ بھی تو مجرموں کی گرفتاری اور جرائم کی روک تھام پر ہوتا ہے۔" (انسانیت حیوانیت کی راہ پر ص۱۲۴)

ڈاکٹر رابرٹ پرسن کی اس رپورٹ پر میکشی کرنے والوں اور خود حکومتوں کو غور کرنا چاہئے کہ عوام اپنی دولت کو لٹا رہے ہیں۔ اور حکومت بھی محصول و ٹیکس لیکر اس سے بیس گنا زائد انسداد جرائم کے لئے

خرچ کر کے عقل و دانش کا ثبوت نہیں دے رہی ہے۔ قرآن کریم نے شراب نوشی کا ایک نقصان بغض و عداوت پیدا کرنا بتایا ہے۔

بغض و عداوت | ظاہر ہے کہ اس معزت عظیم کا بھی تعلق اجتماعی زندگی سے ہے۔ یہ شقاق و نفاق آویزش و چپقلش معاشرہ اور اجتماعی زندگی کے لئے وہ خطرناک طاعون ہے، جس سے سوسائٹی کی اجتماعیت دیکھتی ختم ہو کر رہ جاتی ہے، اور اسلام باہمی طور پر جو اتحاد و ایتلاف پیدا کرنا چاہتا تھا، اس کے خلاف نتائج سامنے آتے ہیں۔ اور کم از کم اس سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بادہ پرستوں کو شراب سے اجتناب کرنے والوں کے ساتھ اور پرہیز کرنے والوں کو بلانوشوں کے ساتھ فطرت سلیمہ کے تقاضوں کے مطابق یا گندی ذہنیت کے محرکات کے تحت ایک بغض و عداوت یقینی اور حتمی ہے۔ شاید بغض و عداوت کی یہی صورت قرآن کے پیش نظر ہو۔

انسداد مے نوشی کی ضرورت | جسمانی، اخلاقی، عائلی اور معاشرہ کی تباہی جو شراب نوشی کا بدیہی نتیجہ ہے، اس کی مختصر تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ اب کہا جاسکتا ہے کہ شراب کے خطرناک عواقب و نتائج کے پیشِ نظر بہت ضروری ہے کہ مے کشی کے سلسلے کو جلد از جلد بند کیا جائے۔ بنی نوع انسان کے لئے یہ وہ زبردست خطرہ ہے جس کے مہلک خطرات کو امریکہ اور یورپ کے مصلح بھی آج تسلیم کر رہے ہیں۔ جیسا کہ مصنف نے اسی کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "یورپ و امریکہ کے مصلحین شراب کے مضر نتائج کو اس دور میں بنی نوع انسان کے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتے ہیں۔" (الخمر والحیوٰۃ صفحہ ۱۱۰)

اور دنیا کے جن حصوں میں شراب نوشی کو قانوناً بند کر دیا گیا، وہاں کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے، کہ ہلاکت سے قریب ہونے والی انسانیت جامِ زہر کے ان تلخ گھونٹوں سے بچکر ایک مرتبہ پھر زندگی اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل ہو گئی ہے۔ یوپی کے وزیر آبکاری نے اپنی تقریر ۲۲ مارچ ۱۹۵۴ء میں کہا تھا کہ:

> "جن ضلعوں میں نشہ بندی کا قانون نافذ ہو گیا ہے۔ وہاں کے دیہی علاقوں کی معاشرتی حالت پہلے سے کہیں بہتر ہو گئی۔ ایک تحقیقاتی پروگرام کے ذریعہ سے جو اعداد جمع کئے گئے ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ ممنوع علاقوں میں جرائم فوجداری کی تعداد میں ۷۰ فیصدی کمی ہو گئی ہے۔ خانگی زندگیاں سدھر گئی ہیں، اور ان علاقوں میں رہنے والوں

کی فرمنداری بھی کافی گھٹ گئی ہے۔" (صدق جدید ۱۹ اپریل ۱۹۵۴ء)

اسلام کا دنیائے انسانیت پر احسان عظیم | "منافع للناس" سے بات شروع ہوئی تھی۔ شراب ایسے زہر ہلاہل میں منافع ڈھونڈنے والوں کے واہی خیالات کی تردید میں مقالہ نگار کو یہ صفحات سیاہ کرنے پڑے۔ شراب کے مضار و نقصانات کو اعداد و شمار کی روشنی میں تفصیلات سے پیش کرنے کے بعد کیا مقالہ نگار دریافت کر سکتا ہے کہ وہی جام زہر جو جسمانی صحت، اجتماعی اور عائلی زندگی کے لئے تباہ کن ہے جس سے زندگی کے تمام ہی گوشے متاثر ہوتے ہیں۔ اور جو اپنے تباہ کن اثرات کو انسانیت کے جسم پر زخموں کی صورت میں پھوڑ جاتا ہے۔ کیا اس کی ان خطرناک و مہلک مضرتوں کے بالمقابل چند حقیر و غیر ضروری منفعتوں کو حاصل کرنے کے لئے انسان انسان رہتے ہوئے استعمال کرنے کے لئے خود کو آمادہ کر سکتا ہے۔ میں تو نہیں سمجھ سکتا کہ اس انسان اور حیوان لایعقل میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے۔ جو اپنے نفع و نقصان کو محسوس نہ کر سکے اور دانستہ موت کے جانگسل دیو کو اپنے اوپر مسلط کرے۔ پس بلاشبہ انسانیت پر اسلام کے ہزارہا احسانات کے ساتھ اپنے نتائج کے اعتبار سے یہ کتنا بڑا اور جامع احسان ہے کہ اس نے آج سے چودہ سو سال قبل تحریم شراب کے مسئلے کو دو ٹوک طریقہ پر سمجھا کر اس زہر ہلاہل کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھنے کی بلیغ کوشش کی تھی اور بلاتخصیص مذہب و ملت اس کی ہولناک مضرتوں سے انسانیت کو مطلع کیا تھا۔ لیکن آج اقتدار طلبی کا بھوکا یورپ سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر، معاش اور اقتصادی تفوق کے پیش نظر مسلمانوں کی قوت عمل کو چھین لینے کے لئے ضروری سمجھتا ہے، کہ عالم اسلامی کو اس پر کیف مشروب میں زہر کے اجزاء تحلیل کر کے پلا دے۔ اور اس طرح دنیا کی امامت بلا شرکت غیرے اس کو حاصل ہو۔ چنانچہ ٹرکی اور قاہرہ میں شراب نوشی کی کثرت جس کی اطلاع دیتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ:

> "موجودہ سیاسی حالات کی غلط تشریح کے باعث اور نقل سے عیسائی حکمرانوں کی برابری حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں میں بھی شراب خواری عام ہو رہی ہے، اور اس شان سے کہ پیرس، لندن اور برلن سے کہیں زیادہ شراب کے اشتہار قاہرہ[ا] میں نظر آتے ہیں۔ شمالی الجیریا کے مہذب الجیریائی اور مشرق قریب کے ترقی یافتہ مسلمان شراب خوار ہیں۔

[ا] مصر کے ایک نووارد دوست نے بتایا کہ قاہرہ میں ہر دس دکان کے بعد ایک شراب کی دوکان ضروری ہے۔ ستم کی انتہا یہ ہے کہ ہوٹلوں میں ایک میز پر کھانے والے کے ساتھ متصلاً بیٹھا ہوا مسلمان شراب پیتا ہوا ۔۔۔۔ ملے گا۔

جب میں انگورہ کا شہر دیکھ چکا تو میں نے ایک ترک سے پوچھا کہ کیا اور قابل دید جگہ انگورہ میں باقی رہ گئی ہے تو اس نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے ہمارا سب سے بڑا شراب خانہ دیکھا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ حکومت ترکی نے سات شراب خانے ترکی میں کھول رکھے ہیں۔ اور ترکی ریڈیو یہ گاہے گاہے شراب کی صفات ترکوں کو سمجھائی جاتی ہیں کہ یہ رنگ لال کرتی ہے۔ گرمیوں میں سردی اور سردیوں میں گرمی پہنچاتی ہے۔ تمام مہذب اقوام شراب پیتی ہیں۔ ترک بھی اب یورپین ہو گئے ہیں۔"

(اسلامی روایات کا تحفظ ص۱۲۶)

بتاتی ہے کہ یورپ کا وہ زہر آلود خنجر جس سے مسلمانوں کو ذبح کرنے کا مشورہ چالاک اور گھاگ مدبروں نے دیا تھا۔ ٹرکی اور قاہرہ کے مسلمانوں پر چل گیا ہے۔ مسلمانوں کی ان دو بڑی سلطنوں کے مسلمان باشندوں کی یہ بلانوشی۔۔؟ اس موقع پر مجھ کو بے اختیار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وہ الفاظ یاد آ رہے ہیں، جو آپ نے تحریم خمر کا حکم آ جانے کے بعد فرمائے تھے کہ :

"اگر شراب کا ایک قطرہ کسی کنوئیں میں گر جائے، پھر اس سے منارہ بنا کر مجھ کو اذان کے لئے بلایا جائے تو ہرگز اذان نہ دوں گا۔ اور اگر قطرۂ شراب سمندر میں جا پڑے، اور خشک ہو جانے کے بعد وہاں سبزہ اُگ آئے تو میں اپنے جانوروں کو چرانے کے لئے قطعاً آمادہ نہیں۔" (روح المعانی ص۱۱۲)

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں وہ بھی ہوں گے جو اسی حرام مشروب میں لذت سرور، نشاط و کیف کی تلاش کریں گے۔ اس کی کیا خبر تھی۔ درد و کرب سے کراہتی ہوئی انسانیت کے مرہم و مداوا کا کام جن کے سپرد کیا گیا تھا، زہر آلود نشتروں سے آج انہیں کا جسم گھائل ہے۔ یورپ بھی جانتا تھا کہ اسلام ہی اس وار کو کامیاب ہونے میں مزاحم بنا ہوا ہے۔ لہذا اس نے بھی فراست و دانائی سے کام لیتے ہوئے اسلام ہی کی گرفت کو ڈھیلا کر دیا۔ اب راہ صاف ہے اور مسلمانوں کی رگِ حیات کو کاٹنے کا موقع حاصل ہے۔ وہی ہنری فرانسیسی جس نے یورپ کو مشورہ دیا تھا کہ مسلمانوں کو ذبح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ شراب کا رواج عام کیا جائے۔ اپنی کتاب خواطر و سوانح فی الاسلام میں لکھتا ہے کہ :

"ہم نے یہ ہتھیار الجزائر کے مسلمانوں پر استعمال کیا۔ لیکن ان کی شریعت اسلامیہ نے روک دیا کہ وہ اس کو استعمال کریں۔ لہذا ان کی نسل برابر بڑھ رہی ہے۔ کاش! یہ مسلمان اگر ہماری اس تلوار کو اسی طرح چلنے دیتے جس طرح کہ انہیں میں کے منافقین نے اپنی

گردن کٹوانے کے لیے پیش کر دی تو یقیناً یہ سب ہمیشہ کے لئے سرنگوں کر دیے جاتے۔ (طنطاوی ص ۱۹۵)

لیکن ترکی و قاہرہ میں اسی اسلام کی گرفت جب ڈھیلی پڑی تو مسلمانوں کا بھٹک جانا مستعد نہ رہا۔ ہنری فرانسیسی کو کیا اس کا احساس نہیں کہ اس زہر آلود خنجر سے خود بھی وہ غیر شعوری طور پر ذبح ہو رہے ہیں، اور یورپ کے گوشہ گوشہ سے کراہتی ہوئی انسانیت کی آہ و پکار ہر گھڑی سنی جا سکتی ہے۔ یورپ، اگر مسلمانوں کا قتل عام کرنے کی تجاویز و منصوبوں پر اپنی دماغی طاقت صرف کرنے کے بجائے دنیا کو اسلام کے حیات آفریں اور سکون بخش اصول پر کاربند ہونے کی دعوت دے تو انسانیت کو ہلاکتوں سے محفوظ رکھنے کا یہ عظیم الشان اقدام ہوگا جس کے ثمرات سے خود یورپ بھی جائز طور پر نفع اٹھا سکے گا۔ لیکن یورپ آج تک نہ سمجھ سکا کہ اسلام کو ضعیف و مضمحل کرنے سے انسانیت کس طرح تباہی کے گڑھوں میں گرتی چلی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کا تنزل انسانیت کے قلعے کے لیے ڈائنامیٹ کا حکم رکھتا ہے۔ اس حقیقت کو اگر آج نہیں تو کل پوری دنیا کو تسلیم کرنا پڑیگا۔

بقیہ: یہودی سازش ـــــ نہ صرف بٹ گیا بلکہ ہندوؤں کے ہاتھوں ایسی شکست ہوئی جسکی مثال شاید ہی دنیا کی تاریخ میں ملے۔ پاکستانی سیاست داں، ارباب حل و عقد اور عوام اس سانحہ عظیم سے بھی سبق لے لیتے تو امید تھی کہ کھویا ہوا وقار شاید پھر حاصل ہو جاتا لیکن نہ تو اس شکست کے بعد سیاست دانوں کے رویہ میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی اور نہ ہی عوام میں، عوام کسی مرنے والے کے پسماندگان کی طرح رو پیٹ کر اپنے دھندوں میں دوبارہ لگ گئے اور سیاست داں اقتدار کی ہوس میں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور عیاشی میں پڑ گئے جنہیں نہ قوم کے مفاد سے دلچسپی ہے اور نہ ہی دین و مذہب سے کوئی سروکار۔ کیا زندہ قوموں کی یہی نشانیاں ہوتی ہیں۔ ؟ پاکستان ان گئے گذرے حالات میں بھی اگر اپنی بقا چاہتا ہے تو اسے اپنی موجودہ خود غرض، عیاش، دھڑے بند اور بدکردار قیادت کو خیر باد کہہ کر متقی پرہیزگار، خوف خدا رکھنے والے، انسانیت دوست اور ملت اسلامی کا درد رکھنے والے مجاہدین کو اپنی باگ ڈور سونپنی ہوگی جن کا اعتقاد، یقین و بھروسہ اللہ پر ہو (جس وعدہ پر یہ ملک لیا گیا تھا۔) نہ کہ چین روس اور امریکہ پر (جن کے بھروسہ پر موجودہ قیادت کا ایمان ہے) جن کے ہتھیار نہ صرف ٹینک، میزائل و بم ہوں بلکہ اللہ کی مدد بھی جن کے شامل حال ہو اور اس گئے گذرے زمانہ میں بھی ایسے نڈر و بے لوث اللہ کے بندوں کی کمی نہیں ـــ موجودہ حالات کا یہی ایک حل ہے جس کو ابھی تک ہم نے آزمایا ہی نہیں ہے اور اگر اب بھی نہ آزمایا اور نہ اپنایا تو پھر مستقبل بظاہر بہت خطرناک ہے کہ قانون فطرت یہی ہے کہ: "اللہ اس قوم کی حالت کبھی نہیں بدلتے جو قوم اپنی حالت خود نہ بدلے۔" (بشکریہ ماہنامہ فاران انگلینڈ)